www.KitaboSunnat.com

تذکرۃ المشاہیر

عبدالرشید عراقی

شیخ محمد بن طاہر پٹنی

برصغیر کے علمائے حدیث میں شیخ محمد بن طاہر پٹنی کا نام سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔ آپ ایک بلند پایہ محدث تھے۔ حدیث میں وہ بالخصوص بہت ممتاز اور بلند مرتبہ تھے اور اس فن کے امام تھے۔ جس علاقہ (گجرات) سے ان کا تعلق تھا وہاں ان کے درجہ کا کوئی اور محدث نہیں گزرا۔ ان کے فضل و کمال کے تمام لوگ معترف تھے۔ اس لئے کہ انہوں نے حدیث میں بے نظیر کمال حاصل کیا اور اپنی زندگی اس فن کی خدمت میں بسر کردی۔ ان کا شمار برصغیر کے ممتاز محدثین کرام میں ہوتا ہے اور ان کو رئیس المحدثین کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ علم حدیث میں ان کے فضل و کمال کا شہرہ صرف ہندوستان ہی میں نہ تھا، بلکہ عالم اسلام میں بھی ان کے علم و فضل اور حدیث کے کمال و امتیاز کا شہرہ تھا۔[1]

شیخ محمد بن طاہر نہایت ذہین فطین اور چست طبع تھے اور اس کے ساتھ ساتھ جود و سخا، داد و دہش اور فیاضی و سخاوت میں بلند مرتبہ کے حامل تھے۔ صلاح و تقویٰ کے زیور سے بھی آراستہ تھے۔ شیخ محمد بن طاہر میں بڑی دینی حمیت اور ایمانی غیرت تھی کتاب و سنت کی ترقی و ترویج اور شرک و بدعت کی تردید و توبیخ ان کی زندگی کا مقصد تھا۔ شیخ کے پوتے شیخ عبدالوہاب لکھتے ہیں:

> "حضرت شیخ شرعی احکام اور حدود دین کو قائم کرنے میں اپنی ہمت صرف فرماتے تھے۔ کسی حاکم وقت یا طاقتور امیر کا خوف نہ کرتے تھے۔ وہ خالص اللہ کے لئے محبت اور خالص اللہ کے لئے عداوت کے قائل تھے۔ اس بنا پر وہ رسول اللہ ﷺ کی سنت اختیار کرنے والے سے دوستی اور بدعتیوں سے دشمنی رکھتے تھے"[2]

نام و نسب ــــــ ولادت

محمد بن طاہر بن علی بن الیاس۔ ان کا شجرہ نسب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک جاتا ہے۔ اور اس شجرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نسباً صدیقی تھے۔[3] اور ان کے آباؤ اجداد کا تعلق عرب سے تھا۔ لیکن انہیں "بوہرہ" قوم کا فرد خیال کیا جاتا ہے۔ ارباب سیر اور تذکرہ نگاروں کی کثیر جماعت اس پر اتفاق کرتی ہے کہ شیخ محمد بن طاہر بوہرہ قوم سے تھے۔ علامہ آزاد بلگرامی لکھتے ہیں:

> "جمہور کا اتفاق ہے کہ شیخ محمد بن طاہر کا تعلق بوہرہ قوم سے تھا"[4]

شیخ محمد بن طاہر کے سن ولادت میں اختلاف ہے مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی نے ۹۱۲ھ لکھا ہے۔[5]

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے ۹۱۳ھ [6] جبکہ شیخ کے پوتے شیخ عبدالوھاب نے ۹۱۴ھ بتایا ہے۔ [7]
شیخ محمد بن طاہر کا مولود ساکن پٹن تھا جو گجرات کا قدیم دارالخلافہ تھا۔ [8]

تحصیل علم

شیخ محمد بن طاہر نے جب ہوش سنبھالا تو اس وقت ہندوستان میں اسلامی علوم کے درج ذیل مراکز اشاعت اسلام، توحید و سنت کی ترقی و ترویج اور شرک و بدعت کی تردید و توبیخ میں مصروف عمل تھے۔

(۱) دہلی، (۲) پنجاب، (۳) جون پور، الہ اباد، لکھنؤ، (۴) گجرات، (۵) سندھ، (۶) برہان پور

گجرات میں سب سے زیادہ شہرت شیخ محمد بن طاہر پٹنی اور شیخ وجیہ الدین گجراتی نے پائی۔ [9]

شیخ کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہی ہوئی۔ سب سے پہلے قرآن مجید حفظ کیا اس کے بعد دوسرے علوم کی طرف متوجہ ہوئے اور ۱۵ سال کی عمر میں معقول و منقول اور اصول و فروع میں کمال حاصل کر لیا۔

اساتذہ

شیخ محمد بن طاہر نے پہلے گجرات کے اساتذہ فن سے تعلیم حاصل کی۔ ان میں مولانا شیخ ناگوری، شیخ برہان الدین، شیخ یداللہ اور ملا مٹھ کے نام آتے ہیں۔ اس کے بعد شیخ محمد بن طاہر حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے جن اساتذہ فن سے اکتساب فیض کیا، ان میں درج ذیل اساتذہ کرام کے نام ملتے ہیں: شیخ ابوالحسن بکری۔ علامہ احمد بن حجر ہیثمی مکی صاحب صواعق المحرقہ۔ شیخ جاراللہ بن فہد مکی۔ شیخ علی مدنی اور شیخ علاؤ الدین علی متقی [10] آپ نے سب سے زیادہ استفادہ شیخ علی متقی جون پوری سے کیا اور ان سے تعلق اس قدر بڑھا کہ ان سے بیعت بھی ہوئے۔ [11]

شیخ محمد بن طاہر شیخ علی متقی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ مکہ معظمہ جا کر فیض حاصل کیا۔ [12]

سفر حرمین شریفین

۹۴۴ھ میں شیخ محمد بن طاہر اپنے وطن گجرات میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد عازم حرمین شریفین ہوئے اس وقت شیخ کی عمر ۳۰ سال تھی۔ سب سے پہلے حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ اس کے بعد مدینہ منورہ جا کر مسجد نبوی ﷺ کی زیارت کی۔ اس کے بعد مکہ معظمہ واپس آ کر علماء و مشائخ سے استفادہ کیا۔ [13]

درس و تدریس

حرمین شریفین میں کئی برس قیام کے بعد جب واپس وطن آئے تو اپنے وطن میں ایک دینی مدرسہ قائم کیا۔ جس میں ہر قسم کے علوم پڑھائے جاتے تھے۔ مگر حدیث کا درس خود دیتے تھے اور یہ مدرسہ کافی عرصہ قائم رہا۔ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں جب گجرات میں نیا مدرسہ قائم ہوا تو یہ اسمیں ضم ہو گیا۔

شیخ کے تلامذہ کی فہرست بہت طویل ہے۔ بخوف طوالت ناموں کو حذف کر دیا گیا ہے۔ [14]

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ محمد بن طاہر کا کتب خانہ

شیخ محمد بن طاہر کا کتب خانہ نادر و نایاب کتابوں پر مشتمل تھا- اس کتب خانہ میں شیخ نے عرب و عجم سے کتابیں منگوا کر جمع کی تھیں- اس کتب خانہ میں شیخ کی اپنی تصنیف کردہ کتاب "مجمع بحار الانوار" کا قلمی نسخہ بھی موجود ہے-[15]

علم حدیث سے شغف ــــــ بدعات سے سخت نفرت

شیخ محمد بن طاہر پٹنی کو حدیث سے بہت شغف تھا- ان کی ساری زندگی خدمت حدیث میں بسر ہوئی- حدیث سے خصوصی لگاؤ کی وجہ سے ان کو امام حدیث کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے- انہوں نے صرف احادیث کی شرح و توضیح اور اس کی علمی خدمت ہی انجام نہیں دیں بلکہ حدیث و سنت کی خدمت اور اس کے فروغ و اشاعت میں بھی اپنی زندگی صرف کردی- ان کی زندگی کا مقصدِ خاص خدمتِ حدیث تھا ـــــ آزاد بلگرامی لکھتے ہیں: "خادم حدیث نبوی و ناصر سنن مصطفوی است"[16]

شیخ محمد بن طاہر میں دینی حمیت و غیرت بہت زیادہ تھی اور اس کے مقابلہ میں شرک و بدعت سے سخت نفرت تھی- وہ خالص خدا کے لئے محبت اور خالص خدا کے لئے عداوت کے قائل تھے- وہ آنحضرت ﷺ کی سنت اختیار کرنے والے سے دوستی رکھتے تھے اور بدعیتوں سے سخت دشمنی رکھتے تھے ـــــ شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں:

> "شیخ علی متقی کے شاگردوں میں محمد بن طاہر پٹنی تھے- جنہوں نے اپنے استاد کی پیروی میں مخالفت بدعت کیلئے اپنی زندگی وقف کردی اور بالآخر اسی کوشش میں شہید ہوئے"[17]

شیخ محمد بن طاہر سنت رسول اللہ ﷺ کی اتباع و اشاعت اور بدعات کی تردید میں خاص شہرت و امتیاز رکھتے تھے اور اس معاملہ میں بڑے سرگرم تھے- ان کی بوہرہ قوم جن سے شیخ کا تعلق تھا، دو گروہوں میں منقسم تھی- ایک سُنی گروہ، اور دوسرا شیعہ گروہ اور ان دونوں میں بدعات کا بہت رواج ہوگیا تھا- اور اسکے ساتھ فرقہ مہدویت کا بھی بہت اثر و رسوخ بڑھ گیا تھا- چنانچہ شیخ محمد بن طاہر نے ان سب بدعات کا قلع قمع کرنے کا بیڑا اٹھایا اور احیاء سنت نبوی کیلئے کمربستہ ہوگئے- مولانا اصلاحی لکھتے ہیں:

> "شیخ محمد بن طاہر وعظ، تقریر، تحریر ہر طریقہ سے قوم کی اصلاح اور بدعت و مہدویت کے استیصال پر کمربستہ ہوگئے- عقلی و نقلی ہر قسم کی دلیلوں سے عقائد حقہ کا اثبات کیا اور عقائد باطلہ کی تردید کی"[18]

شیخ محمد بن طاہر نے جب بدعات کی خلاف تحریک چلانی شروع کی اور اس کے ساتھ مہدویت کے استیصال کے لئے اپنی سرگرمیاں تیز کردیں تو مہدوی فرقہ کے لوگ آپ کے سخت خلاف ہوگئے- چنانچہ ایک دن فرقہ مہدویہ کے لوگوں نے ان کے مدرسہ میں ان پر قاتلانہ حملہ کیا جس میں شیخ زخمی ہوگئے اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بین بائیس روز تک صاحب فراش رہے۔ مگر تندرستی کے بعد شیخ دوبارہ فرقہ مہدویہ اور اہل بدع کے خلاف سرگرم ہو گئے۔

شیخ انہی کوششوں اور سرگرمیوں میں مصروف عمل تھے کہ ۹۸۰ھ میں اکبر بادشاہ نے گجرات فتح کر کے اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ جب شیخ محمد بن طاہر کی اکبر بادشاہ سے ملاقات ہوئی تو اکبر بادشاہ نے شیخ سے دریافت کیا: آپ برہنہ سر کیوں رہتے ہیں تو شیخ نے ساری حقیقت حال سے پردہ اٹھاتے ہوئے فرقہ مہدویہ اور اہل بدع کی تمام سرگرمیوں سے آگاہ کیا۔ بادشاہ نے اس پر خود عمامہ شیخ کے سر پر باندھا اور کہا:

"دین کی حفاظت میرا فرض ہے۔ آپ اپنا کام جاری رکھیں میں بھی اسمیں آپکی پوری مدد کرونگا"

چنانچہ اکبر نے اپنے رضاعی بھائی مرزا عزیز کو گجرات کا گورنر مقرر کیا تو اس نے شیخ محمد بن طاہر کی بہت مدد کی اور مہدویت کا زور توڑنے میں مکمل تعاون کیا اور اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ مہدویت کا اثر بہت کم ہو گیا اور شیخ محمد بن طاہر دوبارہ درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد مرزا عزیز کو تبدیل کر دیا گیا اور ان کی جگہ عبدالرحیم خان خاناں کو گجرات کا گورنر مقرر کیا گیا تو ان کے عہد گورنری میں شیعہ پھر دلیر ہو گئے اور ان کی سرگرمیاں بھی تیز ہو گئیں۔ شیخ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو ۹۸۶ء میں اکبر بادشاہ سے شکایت کرنے کے لئے آگرہ روانہ ہوئے۔ پہلے مالوہ پہنچے اور پھر سارنگ پور تشریف لے گئے اور سارنگ پور تین دن قیام کیا۔ تیسرے دن جب شیخ نے آگرہ روانہ ہونا تھا تو صبح کے وقت جب شیخ نماز تہجد پڑھ رہے تھے۔ مہدوی فرقہ کے لوگوں نے انہیں شہید کر دیا اور یہ واقعہ ۶ شوال ۹۸۶ء کو پیش آیا۔[19]

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ:

"بوہرہ قوم میں مروج بدعتوں کی اصلاح کی اور اس قوم کے اہل سنت و بدعت میں تفریق و امتیاز پیدا کر دیا۔ انہوں نے ازالہ بدعات اور اس علاقہ کے اہل بدعت کی سرکوبی میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا بالآخر انہی مبتدعین کے ہاتھوں ان کی شہادت واقع ہوئی" [20]

علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

"ہندوستان واپس آکر بوہرہ قوم کو اہل سنت بنانے کے لئے کوشش بلیغ کی کہ اسی راہ میں ۹۸۶ء اجین کے قریب قصبہ سارنگ پور میں شہادت پائی" [21]

شیخ محمد بن طاہر ۶ شوال ۹۸۶ء میں سارنگ پور میں شہید ہوئے۔ ان کی پہلی نماز جنازہ سارنگ پور میں ہوئی۔ اس کے بعد ان کی لاش پٹن لائی گئی اور پٹن میں ان کو دفن کیا گیا۔[22]

تصنیفات

شیخ محمد بن طاہر درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف میں بھی مشغول رہے۔ شیخ فطری

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصنف تھے۔ اس لئے ان کی تمام تصانیف بہت عمدہ جامع، علمی اور تحقیقی ہیں۔ فن حدیث سے ان کو زیادہ شغف تھا اور اس موضوع پر ان کی کتابیں بے نظیر اور عظیم الشان ہیں۔ جن کی مقبولیت، اہمیت اور آفادیت میں اب بھی فرق نہیں آیا اور ان کتابوں سے صرف برصغیر کے اہل علم ہی فیض یاب نہیں ہو رہے بلکہ عالم اسلام کے اہل علم بھی ان کتابوں سے مستفیض ہو رہے ہیں۔

شیخ محمد بن طاہر نے جو کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان کی تعداد تو صحیح معلوم نہیں مگر مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے ان کی ۳۱ کتابوں کے نام لکھے ہیں [۴۳] جن میں چند مشہور کتابوں کے ناموں پر اکتفا کرتا ہوں۔

(۱) چہل حدیث، (۲) حاشیہ صحیح بخاری، (۳) حاشیہ صحیح مسلم، (۴) حاشیہ مشکوۃ المصابیح، (۵) حاشیہ توضیح و تلویح، (۶) خلاصۃ الفوائد، (۷) دستور الصرف، (۸) سوانح نبوی (عربی) آنحضرت ﷺ کی مختصر سیرت، (۹) سوانح نبوی (فارسی) آنحضرت ﷺ کی مختصر سیرت، (۱۰) مختصر اتقان (علامہ سیوطی کی اتقان کا مختصر، (۱۱) نصاب البیان (علم معانی میں) (۱۲) لسان المیزان (علم منطق میں)

چار مشہور تصانیف کا مختصر تعارف

شیخ محمد بن طاہر کی درج ذیل تصانیف بہت ہی مشہور اور معروف ہیں اور ان کا علمی مرتبہ بہت بلند ہے۔ اور وہ یہ ہیں:

(۱) المغنی، (۲) تذکرۃ الموضوعات، (۳) قانون الموضوعات، (۴) مجمع بحار الانوار

(۱) **المغنی** اس کتاب کا پورا نام المغنی فی ضبط الرجال ہے۔ اور یہ اسماء الرجال کی مفید اور عمدہ کتاب ہے۔ اس کتاب میں رواۃ و رجال کے ناموں کو ضبط کیا گیا ہے۔ مولانا شاہ عبدالحق دہلوی اس کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں: [۴۴]

> "دوسرا مختصر رسالہ جو مغنی کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں رجال کے ناموں کی تصحیح کی گئی ہے اور ان کے حالات سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا۔ نہایت مختصر مگر مفید ہے"

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی مرحوم لکھتے ہیں:

> "شیخ (محمد بن طاہر) نے علم حدیث کی نہایت قابل قدر خدمت کی۔ راویان علم حدیث کے اسماء کی حرکات کا ضبط نہایت ضروری ہے۔ اس کے متعلق ایک کتاب بنام مغنی لکھی —— اس کے خاتمہ پر ایک فصل تواریخ میں مقرر ہے جس میں عموماً حضور اکرم ﷺ اور خلفائے اربعہ اور ائمہ اربعہ اور بعض دیگر اجلہ محدثین کرام کے سن ولادت اور وفات لکھنے پر اکتفا کیا ہے۔
> المغنی حافظ ابن حجر کی کتاب تقریب التہذیب کے حاشیہ پر دہلی سے شائع ہو چکی ہے" [۴۵]

(۴) **مجمع بحار الانوار** اس کتاب کا اصل اور مکمل نام "مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزیل والاخبار" ہے۔ یہ حدیث کی اہم لغت ہے اور شیخ محمد بن طاہر کی سب سے عظیم الشان کتاب ہے۔ اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں قرآن مجید اور حدیث کے مشکل الفاظ کی لغوی تحقیق کی گئی ہے اور اس میں حل لغات کے علاوہ احادیث کی عمدہ شرح اور تفسیر بھی کی گئی ہے اس لئے علمائے فن نے اس کو صحاح ستہ کی شرح بھی کہا ہے ــــ مولانا شاہ عبدالحق دہلوی فرماتے ہیں: (۲۶)

"انکی تصنیفات میں مجمع البحار بھی ہے جو صحاح ستہ کی شرح کی ضامن ہے"

مولانا سید نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں:

"یہ عمدہ اور پاکیزہ کتاب قرآن مجید و حدیث کے غرائب کی جامع ہے جس کے پاس یہ کتاب موجود ہو۔ اس فن کی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں رہتی" (۲۷)

مولانا حبیب الرحمان خاں شیروانی لکھتے ہیں:

"اس میں کلام مجید اور حدیث کی مشکل لغات کا حل اس انداز سے کیا گیا ہے کہ صحاح ستہ کی شرح بھی ضمناً ہو گئی ہے" (۲۸)

ڈاکٹر زبید احمد مجمع بحار الانوار کے بارے میں لکھتے ہیں:

"شیخ محمد بن طاہر پٹنی کی تصنیف لطیف ہے جس کو انہوں نے اپنے مرشد کامل شیخ علی متقی کے نام گرامی سے معنون کیا ہے۔ یہ تصنیف قرآن و حدیث کی جامع لغت ہے۔ الفاظ کی ترتیب مادہ کے حروف پر ہے۔ مادہ کے جس قدر حروف قرآن و حدیث میں آئے ہیں ان سب کو ایک جگہ بیان کرتے ہیں اور جن احادیث میں وہ الفاظ آئے ہیں۔ ان کو بھی نقل کرتے ہیں اس سے پہلے غرائب قرآن و حدیث پر کئی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ لیکن میری ناقص رائے میں یہ سب سے بہتر اور جامع تر ہے" (۲۹)

صاحب معجم المطبوعات اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

"آیات و احادیث کے مطالب کے کشف اور کتاب و سنت کے معانی کی توضیح کے لئے یہ بڑی جامع کتاب ہے" (۳۰)

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں:

"علم حدیث کے حل لغات میں مجمع بحار الانوار کے نام سے کتاب لکھی جو نہایت مفید اور مشہور کتاب ہے یہ کتاب فائق زمخشری اور نہایہ ابن کثیر کی جامع ہے" (۳۱)

شیخ کے پوتے شیخ عبدالوہاب بن احمد لکھتے ہیں کہ:

"مجمع بحار الانوار ایک طرح سے حدیث کی شرح ہے" (۳۲)

مولانا حبیب الرحمان اعظمی لکھتے ہیں:

"علمائے اعلام نے اس کی جانب غیر معمولی اعتناء کیا۔ یہی وجہ ہے کہ مصنف کی زندگی ہی میں یہ کتاب پورے طور پر مقبول ہو گئی اور اس کی نقلیں دور دراز کے شہروں میں پھیل گئیں۔ انہوں نے اس کی نقل میں ایسی رغبت دکھائی کہ ہندوستان کے شہروں کا شاید ہی کوئی قابل ذکر کتب خانہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسا ہو جس میں اس کا نسخہ موجود نہ ہو، یہ کتاب علوم دینیہ سے شغف رکھنے والے تمام اصحاب علم کے پیش نظر رہتی ہے۔ ان کے حوالہ و ماخذ کا کام دیتی ہے اور وہ اس سے مشکلات میں استفادہ کرتے ہیں" (۳۳)

مولانا ضیاء الدین اصلاحی اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

"یہ کتاب اپنے موضوع پر اہم اور حاوی ہونے کے علاوہ احادیث کی تفسیر و تشریح کے لحاظ سے نہایت مفید اور کار آمد کتاب ہے۔ اس کتاب میں نہایہ ابن اثیر کے تمام مباحث سمیٹ لئے گئے ہیں اور اس میں اضافے بھی کئے گئے ہیں۔ حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے شارحین کے بیان پر اضافہ بھی کیا ہے۔" (۳۴)

مجمع بحار الانوار ۱۳۸۷ھ/۱۹۶۷ء میں دائرۃ المعارف عثمانیہ حیدر آباد دکن سے شائع ہوئی ہے۔ اس ایڈیشن میں مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی کا فاضلانہ علمی و جامع اور تحقیقی مقدمہ اور عالمانہ حواشی بھی شامل ہیں ـــــ علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

"شیخ محمد بن طاہر پٹن کے رہنے والے تھے۔ شیخ علی متقی کے ارشد تلامذہ میں تھے۔ مکہ معظمہ جاکر فیض حاصل کیا اور استاد کی زندگی ہی میں دو کتابیں تصنیف کیں۔ مجمع البحار لغت حدیث میں اور مغنی اسماء الرجال میں۔ ان دونوں کتابوں میں اپنے استاد کا جس ولولہ، شوق اور غلبہ محبت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شاگرد کے دل میں استاد کی کتنی قدر و منزلت تھی۔ مجمع البحار گو بظاہر حدیث کی لغت ہے۔ مگر علمائے محدثین کے اعتراف کے مطابق وہ درحقیقت صحاح ستہ کی شرح ہے" (۳۵)

(۳) **تذکرۃ الموضوعات** یہ کتاب بھی بڑی محققانہ اور اہم ہے۔ شیخ محمد بن طاہر پٹنی نے ۹۵۸ھ میں تصنیف کی۔ اس کتاب میں موضوع حدیثوں کے علاوہ ان کے بارے میں محدثین اور نقاد ان فن کے اقوال بھی نقل کئے گئے ہیں۔ تاکہ لوگ احادیث کو موضوع، ضعیف یا صحیح قرار دینے میں افراط و تفریط کے بجائے احتیاط سے کام لیں ـــــ تذکرۃ الموضوعات اپنے موضوع کے اعتبار سے بڑی علمی اور جامع کتاب ہے۔ ملا علی قاری اور امام شوکانی نے بھی اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں۔ مگر تذکرۃ الموضوعات ان دونوں کی کتابوں سے ضخامت اور حجم میں زیادہ ہے۔ شیخ محمد بن طاہر نے شروع میں ایک جامع علمی و تحقیقی مقدمہ بھی لکھا ہے جس میں شیخ نے لکھا ہے کہ:

"اگر کوئی مصنف کسی حدیث کو موضوع بتائے تو جب تک دوسرے ذرائع سے اس کی تصدیق و تائید نہ ہوجائے، اس حدیث کو موضوع نہ سمجھا جائے"

اس کتاب میں شیخ محمد بن طاہر نے مختلف عنوانات کے تحت موضوع احادیث نقل کی ہیں اور جن کتابوں سے شیخ نے استفادہ کیا، انکا ذکر مقدمہ میں کردیا ہے۔ یہ کتاب مصر سے شائع ہوچکی ہے۔ (۳۶)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) قانون الموضوعات

یہ کتاب بھی اپنے موضوع کے اعتبار سے بہت مفید اور اہم ہے۔ اس میں غیر صحیح، وضاع اور کذاب راویوں کا تذکرہ ہے جو موضوع حدیثیں جمع کرتے یا بیان کرتے تھے۔ شیخ نے ان لوگوں کے اوصاف بھی بیان کئے ہیں۔ شیخ نے یہ کتاب تذکرۃ الموضوعات کے بعد تصنیف کی۔ فرماتے ہیں کہ:

"تذکرۃ الموضوعات سے فارغ ہونے کے بعد میں نے ارادہ کیا کہ ضعیف، کذاب، وضاع اور مفتری راویوں کو جمع کردوں تاکہ اس کی حیثیت موضوع روایات کی معرفت اور ضعیف اور گھڑی حدیثوں کے بارہ میں ایک کلی قاعدہ و قانون کی ہو جائے۔ یہ بھی طبع ہو چکی ہے" (۳۷)

---

(۱) عبدالحی الحسنی۔ یادایام، ص۵۵ (۲) ضیاء الدین اصلاحی، تذکرۃ المحدثین، ج۳ ص۱۳۵ (۳) صدیق حسن خاں۔ اتحاف النبلاء، ص۳۹۸ (۴) آزاد بلگرامی، ماثر الکرام، ج۱ ص۱۹۶ (۵) محمد ابراہیم میر سیالکوٹی۔ تاریخ اہلحدیث، ص۳۸۷ (۶) ضیاء الدین اصلاحی۔ تذکرۃ المحدثین، ج۳ ص۱۳۵ (۷) شیخ عبدالوہاب۔ رسالہ مناقب اردو ترجمہ، ۸۹ (۸) سید سلیمان ندوی۔ مقالات سلیمان، ج۲ ص۱۸ (۹) شیخ محمد اکرام۔ رود کوثر، ص۳۹۰-۳۹۲ (۱۰) عبدالحی الحسنی۔ یادایام، ص۵۵ (۱۱) آزاد بلگرامی۔ماثر الکرام، ج۱ ص۱۹۴ (۱۲) سید سلیمان ندوی۔ مقالات سلیمان، ج۲ ص۱۸ (۱۳) آزاد بلگرامی۔ ماثر الکرام، ج۱ ص۱۹۴ (۱۴) سید ابو ظفر ندوی۔ گجرات کی تمدنی تاریخ، ص۱۹۹ (۱۵) ایضاً، ص۳۲۳-۳۲۴ (۱۶) آزاد بلگرامی۔ ماثر الکرام، ج۱ ص۱۹۴ (۱۷) شیخ محمد اکرام۔ رود کوثر، ص۳۵۴ (۱۸) ضیاء الدین اصلاحی۔ تذکرۃ المحدثین، ج۳ ص۱۴۷ (۱۹) محمد ابراہیم میر سیالکوٹی۔ تاریخ الحدیث، ص۳۸۷-۳۸۸ (۲۰) شاہ عبدالحق دہلوی۔ اخبار الاخیار، ص ۲۶۴ (۲۱) سید سلیمان ندوی۔ مقالات سلیمان، ج۲ ص۱۸ (۲۲) آزاد بلگرامی۔ ماثر الکرام، ج۱ ص۱۹۵ (۲۳) ضیاء الدین اصلاحی۔ تذکرۃ المحدثین، ج۳ ص۱۵۵ تا ۱۶۲ (۲۴) شاہ عبدالحق دہلوی۔ اخبار الاخیار، ص ۲۶۴ (۲۵) محمد ابراہیم میر سیالکوٹی۔ تاریخ الحدیث، ص۳۸۸ (۲۶) شاہ عبدالحق دہلوی۔ اخبار الاخیار، ص ۲۶۴ (۲۷) نواب صدیق حسن خاں۔ اتحاف النبلاء، ص ۱۳۴ (۲۸) حبیب الرحمان شیروانی۔ مقالات شیروانی، ص۳۹۸ (۲۹) معارف اعظم گڑھ۔ دسمبر ۱۹۴۲ء (۳۰) معجم المطبوعات کالم نمبر ۱۶۷۱ (۳۱) محمد ابراہیم میرسیالکوٹی۔ تاریخ الحدیث، ص۳۸۸ (۳۲)ضیاء الدین اصلاحی۔ تذکرۃ المحدثین، ج۳ ص۱۶۳ (۳۳)مقدمہ مجمع بحار الانوار بحوالہ تذکرۃ المحدثین، ج۳ ص۱۶۴ (۳۴) ضیاء الدین اصلاحی۔ تذکرۃ المحدثین، ج۳ ص۱۶۶ (۳۵)سید سلیمان ندوی۔ مقالات سلیمان، ج۲ ص۱۸ (۳۶) ضیاء الدین اصلاحی۔ تذکرۃ المحدثین، ج۳ ص۱۶۰ (۳۷) ایضاً۔ ص۱۶۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ